بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

خطبہ نمبر ۳۱

الفضل

قادیان

یوم جمعہ

جلد ۳۲ | ۴ ماہ ظہور ۱۳۲۳ ھش | ۱۴ شعبان ۱۳۶۳ھ | ۴ اگست ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۸۱

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی یکم ماہ ظہور (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ثم الحمد للہ حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحب حرم اول سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو تا حال حرارت ہے۔ معدہ اور انتڑیوں کی تکلیف اور پیچش کی حالت میں کسی قدر تخفیف ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲ ماہ ظہور۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت آج نسبتاً بہتر ہے الحمد للہ۔ درد نقرس اور بخار ہر دو میں کمی ہے احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں ـــــ صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالےٰ کی طبیعت کل سے کچھ بہتر ہے۔ پھوڑے بدستور ہیں احباب دعائے صحت کریں ـــــ

خطبہ جمعہ

ہندوستان کے سات مقامات پشاور۔ کراچی۔ مدراس۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی اور لاہور میں مراکز تبلیغ بنانے کی ضرورت

از حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ ماہ وفا ۱۳۲۳ھش مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۴۴ء بمقام ڈلہوزی

مرتبہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مولوی فاضل

تشہد اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بعض اصول ایسے ہوتے ہیں۔ جو ابتدا میں بظاہر چھوٹے نظر آتے ہیں۔ لیکن اپنے خواص کے لحاظ سے اور اپنے فوائد کے لحاظ سے اور اپنے نتائج کے لحاظ سے وہ بہت وسیع ہوتے ہیں۔ ان کی مثال بالکل ایک بیج کی سی ہوتی ہے کہ جس طرح ایک گٹھلی بوئی جاتی ہے۔ اور اس گٹھلی کے بوئے جانے کے فعل کو ہر ایک شخص اتنا حقیر جانتا ہے۔ کہ اس کو قابل توجہ بھی خیال نہیں کرتا۔ مگر اسی بیج اور اسی گٹھلی کے نتیجہ میں چند سال کے بعد

ایک بڑا بھاری درخت

تیار ہو جاتا ہے۔ جس کے نیچے سینکڑوں آدمی آرام کرتے۔ اس کے نیچے بسیرا کرتے۔ اور اس کے سایہ سے راحت حاصل کرتے ہیں۔ بعض گاؤں میں تو وہ پبلک ہال کا کام دیتا ہے۔ ان لوگوں کے پاس اتنا روپیہ اور اتنی توفیق تو نہیں ہوتی۔ کہ وہ ہال کمرے بنوا سکیں اس لئے وہ بڑ کے درخت کے نیچے یا پیپل کے درخت کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں۔ وہی ان کا پبلک ہال ہوتا ہے۔ وہی مہمانوں کو دن کے وقت ٹھہرانے کی جگہ ہوتی ہے۔ اور وہیں ان کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ اب یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ مگر یوں دیکھو تو بڑ کا بیج اتنا چھوٹا اور رائی کے دانہ کے برابر ہوتا ہے۔ کہ اس کو دیکھ کر کوئی شخص یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اس سے اتنا بڑا درخت نکل آئے گا یہی حال ہم کو انسانوں میں بھی نظر آتا ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ

انسانی نطفہ

کتنی حقیر چیز ہے۔ مگر اس حقیر قطرہ سے بڑے بڑے پہلوان۔ بڑے بڑے طاقتور بڑے بڑے عالم و فاضل اور بڑے بڑے سیاستدان پیدا ہوتے ہیں

اسی طرح بعض حکمتوں کا بھی اسی اصل سے تعلق ہے۔ کہ

جسم کے لحاظ سے

تو نہیں۔ مگر اپنی حکمت کے لحاظ سے بعض چیزیں نشوونما پانیوالی ہوتی ہیں۔

قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین کہ

سب سے پہلا مکان

جو خدا تعالےٰ نے بنی نوع انسان کے فائدہ اور ہدایت کے لئے بنایا وہ مکہ میں ہے۔ اب وہ مکان جو مکہ میں بنایا گیا ہے۔ کوئی جسمانی شان نہیں رکھتا اور کوئی ظاہری شوکت اس میں نہیں پائی جاتی۔ معمولی پتھر کا ایک مکان ہے۔ اسی قسم کے پتھروں کے بعض مکان اس سے زیادہ قیمتی اور ظاہری لحاظ سے اس سے زیادہ شان رکھتے ہیں۔ مگر وہ مکان جو کہ آج سے معلوم تین ہزار سال پہلے یا چار ہزار سال پہلے یا پانچ ہزار سال پہلے یا دس ہزار سال پہلے کب بنایا گیا تھا۔ بہرحال خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اول بیت وضع للناس۔ کہ یہ پہلا مکان ہے جو

بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے

مکہ میں بنایا گیا ہے۔ کس شان و شوکت کا مالک ثابت ہوا ہے۔ پس خواہ اس کے یہ معنے کریں۔ کہ نماز کے لئے پہلا مکان تھا جو تیار کیا گیا ہے۔ خواہ یہ معنے کریں کہ اجتماعی نماز کے لئے یہ پہلا مکان تھا جو تیار کیا گیا ہے۔ اس کی شان بے مثل نظر آتی ہے۔ میرے نزدیک اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

کہ اس سے پہلے کوئی اور مکان نہیں تھا جس میں عبادت ہوتی تھی۔ بلکہ اسکے یہ معنے ہیں۔ کہ ایسی عبادت کے لئے یہ پہلا مکان ہے۔ جو

اجتماعی رنگ

اپنے اندر رکھتی ہے۔ عبادت تو پہلے بھی ہوتی تھی۔ لیکن انفرادی طور پر کسی جگہ پر جاکر عبادت کرنا۔ اور چیز ہے۔ اور ایک جگہ پر مل کر اکٹھے عبادت کرنا بالکل اور چیز ہے۔ جیسے مندر میں جاکر عبادت کرنا اجتماعی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہاں ایک ہی وقت میں سب جمع ہو کر عبادت نہیں کرتے۔ بلکہ جو آیا ماتھا ٹیکا اور چلا گیا۔ مگر یہ

اجتماعی عبادت کیلئے پہلا گھر

ہے۔ جو مکہ میں بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس آیت کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ عبادتوں کے لئے تو اور بھی مکان تھے مگر جو مکان ساری دنیا کیلئے بنایا گیا تھا۔ جس میں ہر اسود و احمر۔ ہر جاہل و عالم۔ مشرقی و مغربی۔ سامی اور آرین تمام قوموں کی آمد مدنظر تھی۔ وہ مکہ میں ہی تعمیر کیا گیا تھا۔

اگر کوئی کہے کہ یہ جو کہا گیا ہے۔ اول بیتٍ وضع للناس۔ کہ یہ پہلا مکان ہے۔ جو لوگوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس کے بعد اور مکان بھی اسی غرض سے بنائے جائیں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان الفاظ میں بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ اس کے بعد اس غرض کو پورا کرنے کے لئے

اور مکانات

بھی بننے والے ہیں۔ مگر ایسے سب مکانوں میں سے پہلا مکان یہ ہے۔ ہو سکتا تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو

عالمگیر عبادتگاہ

قرار دیتے۔ اور آپ اس میں کامیاب نہ ہوتے مگر خدا تعالیٰ نے اِنَّ اوّل بیتٍ وضع للناس ببکۃ۔ میں بتایا ہے۔ کہ یہ مکان اپنی شان کے لحاظ سے پہلا تو ہے مگر آخری نہیں۔ بلکہ اس کی نقل پر اور بھی عمارتیں بنیں گی۔ جو اس کی قائم مقام ہونگی اور جس طرح یہ مکان ھدًی للناس ہے اسی طرح وہ بھی ھدًی للناس ہونگی۔

خدا تعالیٰ کی فرمائی ہوئی یہ بات ایسی درست اور صادق ثابت ہوئی کہ

دُنیا بھر میں کعبہ کے نقش پر عمارتیں

بن رہی ہیں۔ کوئی بستی ایسی نہیں (سوائے اس کے کہ وہاں کے حالات روک ہوں) جہاں مساجد کا سلسلہ نہ ہو۔ بعض جگہ اتنی بڑی بڑی مسجدیں ہیں جو ظاہری وسعت کے لحاظ سے خانہ کعبہ کے برابر ہیں۔ میں نے مصر میں مسلمانوں کے زمانہ کی بنی ہوئی مسجدیں دیکھی ہیں۔ جن میں سے

مسجد عمرو

بہت بڑی مسجد ہے۔ عمرو ابن العاص۔ اس کو بنایا تھا۔ اس لئے اس کو مسجد عمرو کہتے ہیں۔ اب تو وہ ویران ہے۔ اور اس کے اردگرد آبادی نہیں۔ لیکن اس کو دیکھنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جب کبھی وہ آباد تھی۔ ایک وقت میں ایک لاکھ آدمی اس میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا تھا۔ وہ اتنی وسیع مسجد ہے۔ کہ اتنی وسیع مسجد ہندوستان میں کوئی نہیں۔

پھر

لاہور کی شاہی مسجد

ہے۔ جو غالباً ہندوستان کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ پھر دہلی کی جامع مسجد ہے پھر کئی اور بھی ہیں۔ پس یہ ساری کی ساری مساجد اِنّ اوّل بیتٍ وضع للناس کی پیشگوئی کو پورا کرنے والی ہیں۔ کہ یہ گھر جو خدا نے تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے مکہ میں بنایا ہے۔ یہ پہلا گھر ہے آخری نہیں اس کی نقل اور اتباع میں اور کئی گھر بنیں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بڑے سے بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی یہ پیشگوئی نہایت وضاحت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ حتیٰ کہ جس گاؤں میں صرف دس بیس مسلمان رہتے ہوں۔ وہاں بھی ایک چھوٹی سی کچی مسجد اس پیشگوئی کے سچا ہونے کی شہادت دے رہی ہوتی ہے۔

پس اِنّ اوّل بیت وضع للناس میں یہ

زبردست پیشگوئی

تھی۔ کہ یہ گھر بطور بیج اور گٹھلی کے ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے۔ کہ مسلمان ایک جگہ محدود ہو کر رہ جائیں گے۔ یا ہم اس تحریک کو تباہ کر دینگے۔ یا یہ سمجھتے تھے۔ کہ مسلمان اس جگہ سے باہر نہیں پھیلیں گے۔ اور مٹ جائیں گے۔ ان سب کو یہ اعلان کرکے بتا دیا۔ کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ مکہ کا یہ گھر جسے خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام بنی نوع انسان کی عبادت کے لئے مقرر فرما دیا ہے۔ یہ پہلا تو ہے۔ مگر آخری نہیں۔ بلکہ اس کے نقش پر اور اس کی اتباع میں اور کئی گھر بنیں گے۔ جن میں ہر اسود و احمر۔ مشرقی اور مغربی۔ کالے اور گورے۔ امیر اور غریب ہر قسم کے لوگوں کے لئے سکون اور راحت کا سامان ہوگا۔ سب اکٹھے مل کر ان میں نماز پڑھیں گے۔ اور ان میں کالے اور گورے امیر اور غریب۔ مشرقی اور مغربی کے درمیان کوئی امتیاز اور کوئی افتراق نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ جگہیں ھدًی للناس ہونگی۔ ان میں تمام بنی نوع انسان کا حق مشترک طور پر قائم ہوگا۔

میں نے دیکھا ہے۔ کہ پہاڑوں میں بعض اتنی

چھوٹی چھوٹی مساجد

ہوتی ہیں۔ کہ ان میں بمشکل تین چار آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بس ایک چھوٹی سی محراب ہوتی ہے۔ جو کسی چھوٹے سے کونے میں بنی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ تمام مسجدیں ان کی ایک ایک اینٹ۔ اور ان کو لگی ہوئی مٹی کا ایک ایک ذرہ اس اعلان اِنَّ اوّل بیتٍ وضع للناس کی تصدیق کر رہا ہوتا ہے کہ عبادت کا گھر مکہ میں پہلا ہے۔ آخری نہیں۔ یہ پھیلیگا اور پھولیگا اور ساری دنیا میں اس کی نسل پھیل جائے گی۔

پہاڑوں کی چوٹیاں۔ دریاؤں کے موڑ۔ جنگلوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں جہاں پر اس پہلے گھر کی اتباع میں مسجدیں بنائی گئی ہیں۔ ان کی ایک ایک اینٹ اور ایک ایک ذرہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ پیشگوئی بالکل سچی اور عظیم الشان طور پر پوری ہوئی۔

اِس پیشگوئی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اہم سمجھا۔ کہ اس کو پورا کرنے کے لئے کہ یہ گھر اوّل ہے آخری نہیں۔ آپ کی

ایک حدیث

ہے۔ اس مضمون کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں۔ مگر اسوقت جس کو بیان کرنے کا میرا منشاء ہے۔ وہ حدیث احمد بن حنبل نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من بنی بیتاً للّٰہ لو کمفحص القطاۃ للبیض۔ فبنی اللّٰہ لہ بیتاً فی الجنۃ۔ کہ جو شخص خدا کے لئے گھر بناتا ہے۔ خواہ وہ اتنا چھوٹا ہو۔ کہ بھٹ تیتر کے انڈا دینے کے لئے زمین کھودنے کی جگہ کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

شراح اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ بھٹ تیتر کے انڈا دینے کے لئے

کھودی ہوئی جگہ

کی مثال کو یہاں پر اسلئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ بہت چھوٹی سی ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی چھوٹی سی مسجد بھی بنائیگا۔ تو اس کا بھی اُسے ثواب ملیگا۔ گویا مبالغہ کے طور پر بھٹ تیتر کے انڈا دینے والی جگہ کو بیان کیا ہے۔ کہ خواہ کوئی کتنی ہی چھوٹی مسجد بنائے۔ خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا

جنّت میں گھر

بنائیگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ الاعمال بالنیات کے مطابق ہر شخص کو اس کی نیت کے برابر بدلہ ملتا ہے۔ اگر ایک جگہ پر پانچ سات آدمی ہیں۔ اور ان کو اتنی ہی توفیق ہے۔ کہ وہ دو چار گز کی مسجد بنا لیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کی نیت کے موافق ان کو بدلہ دیگا۔ کیونکہ ان کی نیت بڑی مسجد بنانے کی تھی۔ لیکن ان کے پاس مال نہیں تھا۔ اور نہ اتنے نمازی تھے۔ کہ وہ بڑا گھر بناتے۔ پس اگر انہوں نے اپنے گاؤں کی ضرورت کے مطابق اور اپنی وسعت کے مطابق خدا کا گھر بنا دیا۔ تو خدا تعالیٰ بھی اپنی وسعت کے مطابق ان کو جنت میں گھر دے گا۔

کیونکہ بندے نے اپنی وسعت کے مطابق گھر بنایا ہے۔ اور خدا نے اپنی وسعت کے مطابق۔ اس لئے چاہے بندے نے دو انچ کی جگہ کے برابر خدا تعالےٰ کا گھر بنایا ہو۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کو وسیع محل دیا جائے گا۔ بہرحال خدا وہی بنائے گا۔ جو اس کی شان کے مطابق ہے۔ دیکھو بادشاہ اگر کسی کو خلعت دیگا۔ تو وزیر کو وزیر کے درجہ کے مطابق دیگا امیر کو امیر کے درجہ کے مطابق دیگا۔ اور خادم کو خادم کے درجہ کے مطابق دے گا۔ اور جہاں وہ لینے والوں کے درجہ کو مدنظر رکھیگا وہاں خلعت دیتے وقت وہ اپنی شان کو بھی مدنظر رکھے گا۔ بادشاہ سے اتر کر اگر کوئی اور شخص انعام دے گا تو وہ بادشاہ سے کم دے گا۔ مگر حفظ مراتب کو وہ بھی اپنے درجہ کے مطابق ملحوظ رکھے گا۔ غرض جب بھی کوئی کسی کو انعام دیتا ہے۔ اس میں دینے والے کی حیثیت کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے اور لینے والے کی حیثیت کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ پس اس حدیث کے بعض نے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہر اس انسان کو جو خدا کے لئے گھر بناتا ہے۔ اس کی

نیت اور حیثیت کے مطابق

بدلہ دے گا۔ مگر اپنی شان کو بھی مدنظر رکھیگا۔ اگر کوئی چھوٹی سی مسجد بناتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ قیامت کے دن بہت بڑا محل اس کو دیگا۔ بعض نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے۔ جو میرے نزدیک بہت عمدہ ہے کہ ظاہری لفظوں سے صرف اتنا پتہ لگتا ہے۔ کہ جو شخص بھٹ تیتر کے انڈا رکھنے کی جگہ کے برابر مسجد بنائے۔ خدا تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ لیکن بھٹ تیتر کی کھودی ہوئی جگہ کے مطابق بنائی ہوئی مسجد اتنی چھوٹی ہوگی۔ کہ اس میں ایک آدمی بھی کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ پس اس مثال کے استعمال میں ضرور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حکمت رکھی ہے۔ اور وہ حکمت وہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صرف اتنا ہی فرما دیتے کہ جو شخص خدا کے لئے گھر بنائے گا خدا تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ تو پھر ایسی صورت میں صرف امرا یا صاحب توفیق لوگ ہی اس میں حصہ لے سکتے تھے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ بیان فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

مسجد کا ایک حصہ بھی مسجد ہی ہے

اس لئے اگر کوئی شخص مسجد بنانے میں اتنا حصہ لیتا ہے جتنی کہ بھٹ تیتر کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ تو وہ گویا خدا کا گھر بنانے کے ثواب میں شریک ہے اور اس کے لئے خدا تعالےٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ گویا اس حدیث سے یہ بتایا ہے۔ کہ صرف اس شخص کو جنت میں گھر نہ ملے گا۔ جو اکیلا مسجد بنائے بلکہ ہر وہ شخص جو کسی

مسجد کی تعمیر کے چندہ میں حصہ

لیتا ہے۔ اسے بھی جنت میں گھر ملے گا۔ خواہ اس کے چندہ سے مسجد کا ایک انچ ٹکڑا ہی کیوں نہ بنا ہو۔ میرے نزدیک بھی یہ معنے بہت لطیف ہیں کیونکہ کثرت کے ساتھ مساجد چندہ سے ہی بنتی ہیں۔ ورنہ اگر یہ صورت نہ ہو۔ تو صرف بادشاہوں اور امیروں کے لئے ہی جنت میں گھر بنیں اور غریب محروم رہ جائیں۔ مگر ان معنوں کے لحاظ سے غریب کا بھی حصہ ہو جاتا ہے اگر اس نے ایک آنہ چندہ دیا ہے یا دو آنے چندہ دیا ہے۔ تو گویا اس نے مسجد کا اتنا حصہ بنا دیا۔ جو بھٹ تیتر کے انڈا رکھنے کے لئے کھودی ہوئی جگہ کے برابر ہے۔ اور اس طرح وہ بھی خدا کے نزدیک جنت میں گھر لینے کا مستحق بن گیا۔ خدا تعالےٰ اس کو یہ نہیں کہیگا۔ کہ تم نے ایک کمرہ نہیں بنایا اس لئے تمہیں جنت میں گھر نہیں ملیگا۔ تم نے صحن نہیں بنایا اس لئے تمہیں جنت میں گھر نہیں ملے گا۔ تم نے دیوار نہیں بنائی اس لئے تمہیں جنت میں گھر نہیں ملے گا۔ بلکہ اگر مسجد کے بنانے میں اس نے

بھٹ تیتر کے انڈا رکھنے کی جگہ

کے برابر بھی حصہ لیا ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ جنت میں اس کا وسیع گھر بنائے گا۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لِمَفْحَصِ الْقَطَاةِ کا لفظ رکھ کر فرمایا کہ یہ نہیں کہ صرف امیروں کو ہی بدلہ ملے گا۔ بلکہ ہر ایک کو اس کے حصہ کے مطابق بدلہ ملے گا۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک انچ کے برابر بھی مسجد بنانے میں حصہ لیا ہے۔ تو وہ بھی ضائع نہ جائے گا۔ بلکہ اس کو اس کا بدلہ ملے گا۔ اگر کوئی پیسہ یا دو پیسے چندہ دیتا ہے۔ تو اس کے حصہ میں ایک انچ کے برابر جگہ تو ضرور آ ہی جائے گی۔ گویا

حقیر سے حقیر چندہ

دینے والے کو بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے جنت میں گھر ملنے کا وعدہ دیکر سب کو آمادہ کیا۔ کہ جس کو زیادہ توفیق ہے۔ وہ زیادہ قربانی کرے۔ امیر اور صاحب توفیق اپنی طاقت کے مطابق حصہ لے۔ اور غریب اپنی طاقت کے مطابق حصہ لے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونو معنے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں۔ اگر کوئی اکیلا خدا کا گھر بناتا ہے۔ تو اس کو بھی خدا تعالےٰ جنت میں گھر دے گا۔ اور اگر چند آدمی ملکر بناتے ہیں۔ تو ان کو بھی خدا تعالیٰ جنت میں گھر دے گا۔ اور اگر اس کے بنانے میں کسی شخص کا بھٹ تیتر کی انڈا رکھنے کے لئے کھودی ہوئی جگہ کے برابر حصہ ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس کے لئے بھی جنت میں گھر بنائے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ بھٹ تیتر کے انڈا رکھنے کی جگہ کے برابر۔ اس میں بھی

ایک لطیف اشارہ

پایا جاتا ہے۔ آپ یہ بھی فرما سکتے تھے کہ جو شخص ایک بالشت کے برابر یا اس کے دسویں حصہ کے برابر خدا تعالےٰ کا گھر بناتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ مگر انڈا رکھنے کی جگہ کے الفاظ استعمال کر کے جو لفظ مسکن پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ مسجد کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ انڈا سینے کی جگہ وہاں سے پرندوں کی نسل چلتی ہے اسی طرح مسجد سے روحانی پرندوں کی نسل چلتی ہے۔ اور صداقت کے پھیلانے کے لئے وہ ایک مرکز ہوتی ہے۔ پس مَفْحَصِ الْقَطَاةِ لِبَيْضِ کے الفاظ نے معنوں کو اور زیادہ وسیع کر دیا۔ بالشت کا لفظ استعمال کرنے سے مضمون تو ادا ہو جاتا۔ مگر یہ خوبی نہ رہتی۔

پس میرے نزدیک اس حدیث میں اوپر کے دونوں معنوں کے علاوہ ایک اور لطیف مضمون ادا ہوا ہے۔ جس کی طرف شراح کی نظر نہیں گئی۔ مَفْحَصِ الْقَطَاةِ لِبَيْضِ کہہ کر مسجد کو روحانی پرندوں کی نسل کے پھیلنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بھٹ تیتر جب انڈا رکھنے کے لئے جگہ کھودتے ہیں۔ تو اس جگہ پھر ان انڈوں کو سیتے ہیں۔ ان پر بیٹھ کر ان کو گرمی پہنچاتے ہیں۔ ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ پھر وہ ان کی پرورش کرتے ہیں۔ اور پھر بڑے ہو کر وہ بچے بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ پس میرے نزدیک یہ ایک اور لطیف مضمون ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ کہ

مساجد تبلیغ اسلام کے لئے

ایسی ہی ہیں جس طرح کہ انڈے سینے کی جگہ ہوتی ہے۔ جس طرح جانور انڈوں کو سیتا ہے۔ اور پھر اس سے بچہ نکلتا ہے۔ پھر اس بچہ سے اسی طرح اور بچے نکلتے ہیں۔ اور ان سے پھر آگے اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح مساجد کے ذریعہ سے اسلام کی نسل پھیلتی ہے پس اگر کوئی شخص مسجد بناتا ہے۔ تو یقیناً وہ جنت میں گھر لینے کا مستحق ہے۔ کیونکہ جو دوسروں کو خدا کے گھر میں لاتا ہے۔ وہ بھلا خود کیونکر خدا کے گھر سے باہر رہ سکتا ہے۔ انڈے کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ کہ مسجد تبلیغ کا مرکز ہوتی ہے۔ جو لوگ بھی مسجد میں آئیں گے فائدہ اٹھائیں گے۔ تو پھر یہ شخص جس نے مسجد بنائی۔ اور اس فائدے کا موجب بنا۔ یہ تو خدا کے حضور سے باہر رہ سکتا ہی نہیں۔ اگر کسی شخص کا بچہ گم ہو جاتا ہے۔

اور ایک شخص اس کو اٹھا کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ گھر والے اس شخص سے یہ کہیں گے کہ بچہ تو ہمارے حوالہ کر دو۔ اور تم گلی میں کھڑے رہو۔ کوئی بے شرم انسان نہیں۔ جس کا کھویا ہؤا بچہ اس کو واپس ملجائے اور وہ بچہ لانے والے کو یہ کہے۔ کہ بچہ تو مجھے دے دو۔ اور تم خود باہر گلی میں کھڑے رہو۔ کوئی ذلیل سے ذلیل اور کمینہ سے کمینہ انسان بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ اس شخص کا ممنون ہوگا۔ اس کو چارپائی پر بٹھائے گا۔ اور اس کی خاطر تواضع کرے گا۔ اور اگر وہ باہر کا رہنے والا ہوگا۔ تو اُسے کہیگا۔ کہ آج آپ یہیں رہیں۔ اور اس کو اصرار کے ساتھ اپنے پاس بٹھائے گا۔ اور اس کی عزت کرے گا۔ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ کہ جو شخص دین سے بے بہرہ ہے۔ اور سچے دین کو بھول چکا ہے۔ اور اس کا مجھ سے محبت کا تعلق نہیں رہا۔ ایسے سب انسان میرے بھولے ہوئے بچے ہیں۔ جو کوئی ان کو واپس لاتا ہے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جس طرح کہ ایک گمشدہ اور بھولے ہوئے بچے کو والدین سے لاکر ملا دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسکی

مثال بدر کے موقعہ پر

بیان فرمائی ہے۔ بدر کے موقعہ پر ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا۔ جنگ کے بعد آپ صحابہ رضو کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ وہ عورت کبھی اِدھر بھاگی بھاگ جاتی اور کبھی اُدھر جاتی۔ جنگ کا میدان بڑا وسیع اور پھیلا ہؤا تھا۔ وہ اس وسیع میدان میں دوڑتی پھرتی تھی۔ اگر راستہ میں اسے کوئی بچہ مل جاتا۔ تو وہ اسے گلے سے لگالیتی۔ کچھ دیر اس سے پیار کرتی۔ اور پھر اس کو چھوڑ کر آگے چلی جاتی۔ پھر اور کوئی بچہ مل جاتا۔ تو وہ اس کو بھی گلے سے لگالیتی۔ اور تھوڑی دیر پیار کر کے پھر اسے چھوڑ کر آگے بھاگ جاتی یہاں تک کہ پھرتے پھراتے اُسے اپنا بچہ مل گیا۔ اور وہ اس کو گلے سے لگا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دیکھا۔ اور صحابہ کو اشارہ کیا۔ کہ اس عورت کی طرف دیکھو۔ یہ اپنے بچے کے لئے کس طرح بیتاب تھی۔ کہ کسی طرح اس کا بچہ مل جائے۔ اور اس جنون میں جو بچہ بھی اسے مل جاتا تھا۔ اس سے پیار شروع کر دیتی تھی۔ اب جبکہ اس کو اپنا بچہ مل گیا ہے۔ تو یہ اسے پا کر اطمینان سے بیٹھ گئی ہے۔ اس کو پتہ ہی نہیں کہ جنگ کے میدان میں بڑے بڑے سردار مارے گئے ہیں۔ سپاہی زخمی ہوئے ہیں۔ کیا تم نے اس کی محبت کو دیکھا؟ صحابہ نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ خدا کو اپنی مخلوق سے اس ماں سے بھی زیادہ محبت ہے۔ جب اس کا کوئی بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کو اتنی ہی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اور جب وہ بھولا ہؤا بندہ اس کی درگاہ میں واپس آجاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کو ایسا ہی اطمینان اور ایسی ہی راحت ہوتی ہے۔ جیسے کہ ایک ماں کو اپنے گمشدہ بچے کے مل جانے سے ہوتی ہے۔ پس

بھولے بھٹکے انسان

بھی خدا تعالےٰ کے حضور ایسے ہی ہیں۔ جیسے ایک ماں کا گمشدہ بچہ اور ان کا خدا کے حضور میں واپس آجانا۔ اور ہدایت پا جانا ایسا ہی ہے جیسے ماں کو اس کا بچہ مل جائے۔ کوئی ذلیل سے ذلیل اور کمینی سے کمینی ماں بھی اس شخص کے متعلق جو اس کا گمشدہ بچہ اسکے پاس لائے۔ یہ نہیں کر سکتی۔ کہ اپنے بچہ کو تو واپس لے لے۔ اور اس لانے والے کو کہے۔ کہ تم اپنے گھر جاؤ۔ وہ کوشش کریگی۔ کہ اس کی خدمت کا اسے موقعہ ملے۔ اور اس کی عزت کرے گی۔

پس کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ایسا سامان کرے۔ جس سے خدا تعالےٰ کے بھولے بھٹکے بندے اس کی درگاہ میں واپس آجائیں۔ اور خدا تعالےٰ اس کو کہے۔ کہ تم میرے بچہ کو تو لے آئے۔ یہ مجھے دے دو۔ اور تم جنت سے باہر رہو۔ لازمی بات ہے۔ کہ جو شخص بھی خدا کے بندوں کو واپس لائے گا۔ خدا تعالیٰ جنت میں اس کا گھر بنائیگا۔ پس یہ

ایک طبعی بدلہ

ہے۔ جو مسجد بنانے سے نکلتا ہے۔ انسان کے بدلہ دینے اور خدا تعالیٰ کے بدلہ دینے میں یہاں ایک یہ فرق ہے۔ انسان جانتا ہے۔ کہ جو شخص اس کے گمشدہ بچہ کو واپس لایا ہے۔ اس کا اپنا بھی گھر ہے۔ اس کے اپنے بھی بیوی بچے ہیں۔ جن کو وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ مگر خدا تعالےٰ کے معاملہ میں یہ بات نہیں۔ کیونکہ وہاں پر اس شخص کا اپنا کوئی گھر نہیں ہوگا۔ اس کے بیوی بچے بھی وہیں ہوں گے۔ جہاں خدا اس کے لئے گھر بنائے گا۔ اس لئے بندے کی جزاء اور خدا تعالیٰ کی جزاء میں فرق ہے۔ انسان اپنے گمشدہ بچہ کو لانے والے کو چند دن کا مہمان بناتا ہے خدا تعالیٰ اسے ہمیشہ کے لئے اپنے گھر میں جگہ دیتا ہے۔ پھر خدا کا گھر اتنا وسیع ہے۔ کہ

ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کے بدلہ میں

بھی جو مکان ملے گا۔ اس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہوگی۔ پس بندہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق بدلہ دیتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنی حیثیت کے مطابق بدلہ دے گا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ایک طرف تو یہ فرمایا ہے۔ کہ مسجد کا بنانا ایسا ہے۔ جیسے بھٹ تیتر اپنے انڈے کے لئے جگہ بناتا ہے۔ جہاں پر اس کو سیتا اور اس میں سے بچہ نکالتا ہے۔ یعنی وہ تبلیغ و ہدایت کے لئے افزائش نسل کا موجب ہیں۔ اور دوسری طرف آپ نے اشاعت اسلام کے یہ معنے فرمائے ہیں کہ تبلیغ کر کے خدا تعالیٰ کے بھولے بھٹکے انسانوں کو راہ راست پر لانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کھوئے ہوئے بچہ کو واپس لانا۔ ان دونوں باتوں کے بعد ایک تیسرا نتیجہ بھی طبعی طور پر نکلتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ اگر مسلمان حقیقی طور پر ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو انکو چاہیئے۔ کہ اپنے مرکزی کاموں اور مرکزی چیزوں کو بالخصوص

مساجد کو مضبوط بنائیں

اسلام نے تمام کاموں کا مرکز مسجد کو قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کے تمام کام مساجد میں ہوتے تھے۔ قضاء کا کام مسجدوں میں ہوتا تھا۔ معلم مسجدوں میں درس دیتے تھے۔ فقیہ مسجدوں میں فقہ کے مسائل بیان کرتے تھے۔ نمازیں مسجدوں میں ہوتی تھیں۔ ذکر الٰہی مسجدوں میں ہوتا تھا۔ قومی اجتماع اور قومی کام مسجدوں میں ہوتے تھے۔ لشکر کشی کے فیصلے مسجدوں میں ہوتے تھے۔ پس مسجد کو اسلام نے یہی نہیں کہ صرف تسبیح پھیرنے کی جگہ بنایا ہے۔ بلکہ قومی اجتماع کا ذریعہ قرار دیا ہے تبلیغ اور تنظیم کا کام مسجد میں ہوتا ہے جہاد کے متعلق مشورہ کرنا ہو۔ تو مسجد میں ہوتا ہے۔ نماز پڑھنی ہو۔ تو مسجد میں پڑھی جاتی ہے۔ ذکر الٰہی کرنا ہو۔ تو مسجد میں کیا جاتا ہے۔ اگر علمی باتوں کے متعلق مجلس ہو۔ تو مسجد میں ہوتی ہے۔ غرضیکہ

مسجد مرکز ہے تمام قومی کاموں کا

مرکز ہے تمام اجتماعی کاموں کا۔ مرکز ہے اندرونی انتظامات کرنے کا۔ مرکز ہے بیرونی انتظامات کرنے کا۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ جماعت جس کا قومی مرکز نہ ہو۔ وہ پورے طور پر اپنی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلا نہیں سکتی۔ اسلئے جہاں بھی کوئی جماعت پورے طور پر اپنی تعلیم کو پھیلانا چاہتی ہو۔ اس کیلئے مرکز کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اول تو شہرت ہی مرکز سے ہوتی ہے۔ ایک شخص جو تبلیغ کرنے کے لئے باہر جاتا ہے۔ اور وہاں پر کرایہ کے مکان میں رہتا ہے۔ سارے جانتے ہیں۔ کہ اس کی رہائش یہاں پر عارضی ہے۔ اس لئے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی شہرت ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی اس کا پتہ دریافت کرے کہ فلاں شخص کہاں رہتا ہے۔ تو

کوئی بھی نہیں بتائے گا۔ اور اگر کسی بڑے شہر مثلاً

نیویارک یا لنڈن میں

کوئی شخص کسی کا نام لے کر اس کا پتہ پوچھتا پھرے۔ کہ جی فلاں شخص کہاں رہتا ہے۔ تو وہ ہنس پڑیں گے۔ کیونکہ کرایہ دار تو ہر مہینے جگہ بدل لیتا ہے لیکن اگر وہاں پر مسجد ہو۔ تو اس میں چونکہ تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ وہ پتہ مشہور ہو جائے گا۔ اور ہر شخص اس یقین کے ساتھ پتہ پوچھیگا۔ کہ جو اس جگہ کو جانتا ہے۔ جہاں آج سے کچھ مہینے پہلے مرکز تبلیغ تھا۔ اس کا علم اب بھی میرے لئے صحیح ثابت ہوگا (ہم تو پھر بھی یہ کہتے ہیں۔ کہ بعض مجبوریوں میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مگر دوسرے مسلمانوں کے نزدیک تو کسی صورت میں بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ گو ہمارے نزدیک بھی تبدیلی والی صورت بالکل شاذ ہے ورنہ عام حالات میں ہم بھی یہی مانتے ہیں کہ مسجد میں تبدیلی نہیں ہو سکتی) غرض اگر اس شہر میں مسجد ہوگی تو یہ چونکہ

ایک مستقل مرکز

ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے گی۔ اور پھر وہ شہرت بڑھتی چلی جائے گی۔ پھر چاہیے برلین جیسے شہر میں یا نیویارک جیسے شہر میں بھی کوئی شخص پوچھیگا۔ کہ مسجد کہاں ہے۔ تو وہ بتا دیں گے۔ جب میں لنڈن گیا۔ تو مجھے اس کا تجربہ ہوا۔ لنڈن کتنا بڑا شہر ہے۔ اگر نیویارک اس سے بڑھ نہیں گیا۔ تو وہ دنیا میں سب سے بڑا شہر ہے اور اگر نیویارک اس کے برابر ہو چکا ہے۔ تو وہ بہت بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔

جب میں لنڈن گیا ہوں

تو ہم مسجد سے دور ایک اور جگہ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پہلی دفعہ جب جمعہ پڑھنے کے لئے ہم مسجد کی طرف گئے۔ تو اتفاقاً موٹر میں بیٹھے۔ لوگوں میں سے کسی کو بھی مسجد کا صحیح پتہ معلوم نہ تھا نہ ہمیں یاد رہا کہ مسجد کا پتہ پوچھ لیں۔ اور نہ ہی مسجد والوں کو اس کا خیال آیا۔ کہ وہ ہم کو بتا چھوڑتے۔ اتفاق کی بات ہے جس موٹر میں ہم سوار ہوئے اسکا ڈرائیور بھی لنڈن کے باہر کا تھا۔ اس کو بھی لنڈن کا پورا علم نہیں تھا۔ ہم کو صرف اتنا پتہ تھا۔ کہ مسجد پٹنی میں ہے اب پٹنی ایک علاقے کا نام ہے۔ جیسے امرتسر ہے یا شائد لدھیانہ یا سیالکوٹ کے برابر ہوگا۔ اب نہ موٹر والے کو مسجد کی جگہ کا پتہ کیونکہ وہ دوسری جگہ سے کرایہ پر موٹر لے کر آیا ہوا تھا۔ اور نہ ہی ہمیں اس کا کوئی پتہ معلوم تھا۔ ہم بہت گھبرائے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لوگ مسجد میں جمع ہونگے اور ہمارا انتظار کر رہے ہونگے۔ یہ پہلا جمعہ تھا۔ جو ہم نے وہاں پر پڑھنا تھا۔ خیال تھا کہ اگر ہم وقت پر نہ پہنچ سکے تو لوگوں پر بُرا اثر پڑیگا۔ کہ یہ لوگ وقت کے بھی پابند نہیں۔ موٹر والے کو صرف جہت کا پتہ تھا۔ وہ اس طرف موڑ لے گیا۔ اس علاقہ میں ایک شخص کو ہم نے دیکھا۔ جو موٹر سائیکل لئے ایک شخص سے جو موٹر میں سوار تھا باتیں کر رہا تھا۔ ہم نے ڈرائیور سے کہا۔ ان سے پتہ پوچھو۔ اس نے ان سے پتہ دریافت کیا۔ تو موٹر سائیکل والا شخص کہنے لگا۔ لنڈن ماسک۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ آیا۔ اور مسجد کے دروازہ تک چھوڑ کر واپس گیا۔ جہاں وہ شخص ہمیں ملا تھا۔ وہ جگہ مسجد سے کوئی دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھی۔ اب یہ مسجد کے نام کی خوبی تھی۔ حالانکہ وہ ابھی بنی بھی نہیں تھی۔ کیونکہ میں نے جا کر اس کی بنیاد رکھی تھی۔ صرف مسجد کی جگہ کی وجہ سے وہ زمین مسجد لنڈن کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ اگر کرایہ کی جگہ پر نماز ہوا کرتی تو کسی کو بھی اس جگہ کا علم نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ سڑک کی نکڑ پر رہنے والوں کو بھی پتہ نہ ہوتا۔

پس جہاں پر جماعت کا مرکز ہو۔ وہاں دین کا کام کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ اور ملنے کے لئے آنے والے لوگوں کے لئے بھی سہولت ہوتی ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ جہاں پر مرکز ہوگا۔ قدرتی طور پر جماعت کے لوگ بھی اسکے اردگرد مکان بنائیں گے۔ تاکہ مرکز کے قریب رہیں۔ نہیں تو مکان اسکے قریب کرایہ پر ہی لے لیں گے۔ لیکن یہ خوبی

کرایہ کی جگہ

میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر کسی شہر میں کرایہ کی جگہ لے کر اس میں مبلغ رہتا ہے۔ تو دوسرے لوگ اس طرح اسکے قرب میں آنے کی کوشش نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کرایہ کی جگہ ہے۔ اگر کل اس کو نکال دیا گیا۔ تو پھر ہم کو بھی نکلنا پڑے گا۔ لیکن اگر مستقل طور پر اپنا مرکز ہو۔ تو پھر خواہ لوگوں کو اس کے آس پاس آکر کرایہ پر رہنا پڑے۔ وہ کوشش کریں گے کہ مرکز کے قریب رہیں۔ اور اسطرح تبلیغ اور تربیت کے کام میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ پھر مسجد ایک ایسی جگہ ہے کہ پانچوں وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز وہاں سے اٹھتی ہے جس کے ذریعہ سے تبلیغ ہوتی رہتی ہے۔ مساجد کے اندر ایک سامان بیج کے طور پر ہوتا ہے جس سے اسلام کی شعاع مسجد سے نکلنا شروع ہوتی ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے پھر وہ اور شعاعوں کا مرکز بن جاتا ہے۔

پس یہ حدیث ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے۔ کہ جس طرح بھٹ تیتر زمین میں گڑھا کھودتا ہے۔ اور اس میں انڈے سیتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد اس میں سے بچہ نکل آتا ہے۔ اسی طرح مساجد بظاہر مٹی اور گارے کی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ لیکن اتنے فوائد اپنے اندر رکھتی ہیں کہ ان کے اندر سے

روحانی پرندے

پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان پر خدا کی برکات نازل ہوتی رہتی ہیں۔ پس اس نکتہ کے ماتحت میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔ جسکا اعلان آج کے خطبہ میں کرنا چاہتا ہوں (قادیان سے باہر ہونے کی حالت میں اعلان کرنیکا افسوس بھی ہے۔ کہ ایک محدود طبقہ میں ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسا سامان دے رکھا ہے۔ کہ خطبہ شائع ہو کر تمام جماعت تک پہنچ جاتا ہے۔) میں نے سوچا ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام میں جو کوتاہی ہوئی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے موزوں جگہوں میں مرکز بنانے کی طرف توجہ نہیں کی۔ جو ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر اشاعت اسلام کے لئے بیج کا کام دیں۔ اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان میں جو اہمیت رکھنے والی جگہیں ہیں وہاں پر ایسے مراکز قائم کئے جائیں۔ جن کے اخراجات کا ایک حصہ گو لوکل جماعت پر ڈالا جائے۔ مگر چونکہ وہ مقامات بہت گراں ہیں۔ اور وہاں کی جماعتیں چھوٹی ہیں۔ اس لئے ہم بھی مرکزی ذمہ واری اور جماعتی نظام کے ماتحت انکی امداد کریں۔ اور کمی کو مرکز سے پورا کریں۔

جس طرح گورنمنٹ سرحدوں پر بعض انتظامات کے لئے خرچ کرتی ہے۔ مگر چونکہ ان اخراجات کا موجب مقامی ضروریات نہیں ہوتیں بلکہ فوجی ضروریات ہوتی ہیں اس لئے وہ اس کا ایک حصہ ملٹری ضروریات کے لحاظ سے مرکز پر ڈال دیتی ہے۔ اور فیصلہ کر دیتی ہے۔ کہ اگر آمد خرچ سے کم رہی۔ تو اس کمی کو ملٹری پورا کر دیگی۔ اسی طرح اگر ہم بھی اس قسم کے

مراکز قائم کرنے کا بوجھ

مرکزی جماعت پر ڈال دیں۔ کہ جو کمی رہ جائے۔ اس کو جماعتی ذمہ داری کے ماتحت پورا کیا جائے۔ تو اس سے اشاعت اسلام کا کام زیادہ آسان ہو جائے گا۔

میں نے سوچا ہے کہ ہندوستان میں اسطرح کی

سات جگہیں

ہیں۔ جن جگہوں میں ہمارے مرکز قائم ہونے ضروری ہیں۔ ان میں سے ایک جگہ

پشاور

ہے۔ جہاں پر ہمارا مرکز ہونا ضروری ہے۔

گو وہاں پر ہماری مسجد موجود ہے۔ مگر وہ چھوٹی ہے۔ یہ شہر صوبہ سرحد کا دارالسلطنت ہونے کے علاوہ یہ اہمیت بھی رکھتا ہے۔ کہ ایک طرف افغانستان کا دروازہ ہے۔ ایک طرف روس ہے اور ایک طرف ہندوستان ہے۔ گویا یہ شہر ایک قسم کا سہ حدہ ہے۔ یہاں پر ہمارا ایک مضبوط مرکز ہونا چاہیئے۔ جسمیں ایک بڑی مسجد ہو۔ لائبریری ہو۔ مہمان خانہ ہو۔ مبلغ کے رہنے کا مکان ہو۔ تاکہ اس مرکز سے تبلیغ اسلام وسیع طور پر کی جا سکے۔ اور فارسی پشتو اور ان علاقوں کے لئے دوسری مناسب زبانوں میں وہاں پر لٹریچر رکھا جائے اسی طرح دوسرا مرکز

کراچی

ہے۔ یہ شہر ایران۔ بلوچستان اور عراق کا مرکز ہے۔ عرب کا دروازہ ہے۔ جو ملک ہمارے لئے اسلام اور ہدایت کا موجب ہوا۔ ایک حصہ افغانستان کا بھی ملتا ہے۔ اور پھر ایک طرف سے کچھ مارواڑ کا علاقہ ہے۔ پس ان تمام علاقوں کے لئے کراچی بھی ایک اہم مرکز ہے۔ وہاں بھی ہماری ایک مسجد اور اس کے ساتھ لائبریری اور مہمان خانہ اور مبلغ کے رہنے کا مکان ہونا چاہیئے۔ اور عربی۔ فارسی پشتو۔ سندھی وغیرہ زبانوں میں ان ممالک کے لئے لٹریچر ہو۔ تو یہاں سے بہت دور دور تک تبلیغ پہنچائی جا سکتی ہے۔ پھر ہندوستان میں اسی قسم کی ایک اہم جگہ

بمبئی

ہے۔ یہ ہندوستان میں دوسرے نمبر کا شہر ہے۔ اور غالباً تمام دنیا میں چھٹے درجہ کا ہے۔ اور پھر اس لحاظ سے بھی یہ جگہ اہم ہے۔ کہ یورپ کا دروازہ ہے۔ پھر حج کیلئے جانے کا بھی مرکز ہے۔ افریقہ کا بھی راستہ ہے۔ مشرقی افریقہ کے تمام ممالک کے جہاز یہیں آ کر ٹھیرتے ہیں۔ پس یہ بھی بہت بڑا مرکز ہے۔ جو عرب۔ مصر۔ شام فلسطین۔ عدن۔ یمن اور حج کو جانیوالوں کا مرکز ہے۔ اس لئے یہ جگہ بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہاں پر بھی ہماری مسجد۔ مہمان خانہ۔ لائبریری اور مبلغ کے رہنے کا مکان ہونا چاہیئے۔ اور مختلف زبانوں کا لٹریچر رکھا جائے۔ بڑے بڑے شہروں میں لوگوں کو رہنے کے لئے جگہ نہیں ملتی۔ اور اگر مل بھی جائے۔ تو بہت خرچ ہوتا ہے۔ اسلئے اگر ہمارا مہمان خانہ ہو تو ہمارا کوئی زیادہ خرچ نہیں ہوگا۔ مگر تبلیغ کے لئے بہت مفید ہوگا اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بن جائے گا۔ چوتھی جگہ

مدراس

ہے جو تمام جزائر سیلون۔ سماٹرا۔ جاوا۔ سٹریٹ سیٹلمنٹ کا دروازہ ہے۔ برما اور جاپان کا بھی دروازہ ہے۔ اسی طرح ساؤتھ امریکہ کا دروازہ ہے۔ اور یہاں پر بعض پرانی قومیں آباد ہیں جن کو ڈریوڈینس کہتے ہیں انکی زبان بھی پرانی ہے۔ یہاں بیٹھے بیٹھے انکو تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہمارا ایک مرکز مدراس میں ہونا ضروری ہے۔ اس قسم کا پانچواں مقام

کلکتہ

ہے۔ جو ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے جو ایک طرف برما۔ جاپان اور جزائر کا دروازہ ہے۔ اور دوسری طرف یورپ اور امریکہ کا دروازہ ہے۔ چونکہ یہ بڑا بھاری شہر ہے۔ اور ہندوستان کا پرانا دارالامارۃ ہے اسلئے بعض کمپنیوں کے جہاز بمبئی کی بجائے سیدھے کلکتہ آتے ہیں پھر یہ بنگال کا دارالامارۃ ہے۔ پنجاب کی کل آبادی اڑھائی کروڑ ہے۔ جس میں سے نصف مسلمان ہیں۔ لیکن بنگال کی کل آبادی پانچ کروڑ سے زیادہ ہے جس میں سے نصف مسلمان ہیں گویا پنجاب میں جتنے ہندو۔ سکھ۔ اور مسلمان ہیں۔ بنگال میں اتنی تعداد صرف مسلمانوں کی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

پس یہ خاص اہمیت رکھنے والا علاقہ ہے۔ اور کلکتہ ایک ایسا اہم مقام ہے کہ جہاں پر ہمارا مرکز ہونا نہایت ضروری ہے جس میں مسجد ہو مہمانخانہ ہو لائبریری ہو مبلغ کے رہنے کا مکان ہو۔ اور مختلف زبانوں میں لٹریچر رکھا جائے۔ پھر کلکتہ سے واپس لوٹتے ہوئے راستے میں

دہلی

ہے۔ جو سارے ہندوستان کا دارالامارت ہے۔ اور آجکل خصوصیت سے چاروں طرف سے مختلف قسم کے لوگوں کی ایک خاصی تعداد یہاں آ کر بسی ہوئی ہے۔ جو جنگی کاموں کے سلسلہ میں آئے ہوئے ہیں۔ پھر یہاں پر مرکزی اسمبلی ہے۔ اور راجے مہاراجے ہندوستان کا صدر مقام ہونے کی وجہ سے یہاں آ کر رہتے ہیں۔ غرضیکہ یہ جگہ ہندوستان کا مرکزی مقام ہے۔ اور یہاں پر بھی احمدیت کا مرکز قائم کرنے کے لئے مسجد کے لئے ایسی جگہ ہونی چاہیئے جو اس مرکزی شہر کی شان کے مطابق ہو۔ اور صرف دہلی کی جماعت پر اس کام کو چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مرکزی جماعت اس کام کی ذمہ واری لے۔ اور جماعت سے پوری قربانی کروانے کے بعد مرکزی طور پر امداد کا انتظام کروائے۔ پھر وہاں سے ادھر آ کر

لاہور

ہے۔ یہاں پر مسجد بھی موجود ہے۔ اور جماعت بھی کافی تعداد میں ہے۔ لیکن لاہور جیسے شہر کے لئے جو پنجاب کا مرکز ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ یہاں پر ایک وسیع مسجد ہو۔ موجودہ مسجد اتنی چھوٹی ہے۔ کہ اگر ساری جماعت کے دوست آئیں۔ تو اس میں سما نہیں سکتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ لاہور میں قیام کے دوران میں جب میں جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد میں جایا کرتا تھا۔ تو لوگ گلی میں اور چھتوں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ کیونکہ مسجد کے اندر جگہ نہیں ہوتی تھی۔ پس وہ مسجد تو جماعت کی موجودہ وسعت کے لحاظ سے بھی ناکافی ہے۔ چہ جائیکہ جماعت کی آئندہ ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کافی سمجھ لیا جائے اگر پورے زور سے تبلیغ کی جائے گی۔ جیسا کہ چاہیئے تو وہ مسجد بہت جلد بالکل ناکافی ثابت ہوگی۔ پس پنجاب کے اس مرکزی شہر کے لئے بھی ضروری ہے کہ یہاں پر ایک وسیع مسجد ہو۔ جس کے ساتھ لائبریری ہو مہمانخانہ ہو۔ مبلغ کا مکان بھی ہو۔ اور مختلف زبانوں میں لٹریچر بھی موجود ہو۔

یہ سات مقامات

ایسے ہیں۔ کہ میرے نزدیک اس وقت ہندوستان میں ان جگہوں پر ہمارے مراکز ہونے نہایت ضروری اور لازمی ہیں اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ لوکان کمفحص القطاۃ للبیض کی حدیث میں اس طرف خاص طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر ترقی چاہتے ہو۔ تو جس طرح جانور گڑھا کھودتا ہے۔ اور اس میں اپنے انڈے کو سیتا ہے۔ اور پھر اس سے بچے نکلتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی مسجدوں کو زیادہ کرو۔ کیونکہ ترقی اسی طریق سے ہو سکتی ہے۔ اور اس وجہ سے فرمایا۔ کہ یہ مت سمجھو۔ کہ اگر تم نے پوری مسجد نہ بنائی۔ تو تم کو کیا ملتا ہے۔ اگر تم نے اس کا تھوڑا حصہ بھی بنایا ہوگا۔ تو خدا کے نزدیک اس کے جنت میں گھر لینے کے مستحق ہو گے۔ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے پہلے سے یہ الفاظ کہلوا دیئے۔ کہ چونکہ تم مسجد بنانے میں حصہ لے کر اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے ایک مرکز قائم کرتے ہو۔ اور چونکہ اس طریق سے گم گشتہ انسانوں کو واپس لاتے ہو۔ اس لئے ساری مسجد کا سوال نہیں بلکہ اگر تم نے اتنا بھی حصہ لیا۔ جتنا کہ جانور کے انڈا رکھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ تو چونکہ تم خدا کے گم گشتہ بندے کو خدا کے گھر میں واپس لانے کا موجب ہوئے ہو۔ اس لئے خدا تعالے تمہارا گھر جنت میں بنائے گا۔ اور اس طرح رغبت دلائی۔ کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کے بدلہ میں بھی خدا تعالے کی طرف سے وسیع انعام ملیگا۔ تم نے اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت کے مطابق کام کیا۔ اور خدا اسکے بدلہ میں وہ انعام دیگا۔ جو اسکی حیثیت کے مطابق ہوگا

اور اسطرح سے اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ کہیں اپنی کوششوں کو حقیر سمجھ کر پیچھے نہ ہٹ جانا۔ اگر تھوڑی سی نیکی بھی تم کرو گے۔ تو خدا اس کو ضائع نہیں کریگا بلکہ اس کو بڑھائیگا۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس تھوڑی نیکی کے بدلہ میں بھی تمہیں وسیع انعام ملیگا۔

پس میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان سات مقامات کی مساجد بنانے کیلئے مرکزی جماعت کو ذمہ وار قرار دیا جائے میرا اندازہ ہے کہ ان سات جگہوں پر

کم از کم سات لاکھ روپیہ

خرچ آئیگا۔ چالیس پچاس ہزار روپیہ ایک مسجد کے لئے زمین خریدنے پر اور چالیس پچاس ہزار روپیہ اوپر کی عمارت پر کم از کم خرچ آئیگا۔ کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں کہ شائد وہاں پر کم خرچ ہو۔ مثلاً کراچی میں زمین نسبتاً سستی ہے اب تو شائد جنگ کی وجہ سے وہاں بھی مہنگی ہو گئی ہو۔ اسی طرح ممکن ہے پشاور میں بھی کم خرچ ہو۔ لیکن بمبئی اور کلکتہ میں لاکھ یا سوا لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو گا۔ پس اوسط اندازہ سات لاکھ روپے کا ہے بعض جگہوں پر وہاں کی

مقامی جماعت کی طرف سے بھی کافی رقم

اکٹھی ہو جائیگی۔ مثلاً بمبئی کی جماعت بھی کچھ رقم دے گی۔ اور کچھ حیدر آباد والے بھی جو بمبئی سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ اس کام میں بمبئی کی مدد کریں گے باقی رقم مرکز چندہ کر کے ادا کریگا۔ کلکتہ کی جماعت نے تو پچاس ہزار روپیہ زمین کیلئے جمع کر لیا ہے۔ اور انہوں نے امید دلائی ہے۔ کہ اوپر کی عمارت کیلئے بھی ہم اور رقم جمع کریں گے تو گویا بہت ساری رقم وہاں سے ہی مل جائیگی۔ اور شائد بہت تھوڑی مدد ہمیں دینی پڑے۔ اسی طرح

دہلی کی جماعت

نے تیس ہزار کے وعدے بھیجے ہیں۔ وہاں بھی چالیس ہزار کی زمین خریدی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ زمین کی قیمت وہاں کی جماعت خود ہی ادا کر دیگی۔ فی الحال ہم نے ان کو زمین خریدنے کیلئے روپیہ قرض دے دیا ہے۔ امید ہے کہ اسجگہ کی مسجد کیلئے اور یہاں پر مرکز قائم کرنے کے لئے کچھ روپیہ وہاں کی مقامی جماعت اور دے دیگی۔ اور کچھ حصہ ہمیں مرکزی ذمہ داری کے ماتحت ادا کرنا پڑے گا۔ پس بمبئی۔ کلکتہ اور دہلی میں کام شروع ہو چکا ہے۔ کراچی میں بھی جلدی شروع ہو جائیگا ہماری جماعت کے بہت سے دوستوں کی سندھ میں زمینیں ہیں۔ ممکن ہے۔ سارا یا بہت سا حصہ وہاں سے پورا ہو جائے۔ لاہور میں بھی ہمیں وقت پر سستی زمین مل گئی تھی۔ وہاں پر اچھی وسیع مسجد بن جائے گی۔ باقی مدراس اور پشاور میں ابھی کوئی کوشش نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ارادہ کی دیر ہے۔ اس طرح اگر خدا چاہے تو ایک دو سال میں ان

سات مقامات پر ہمارے مرکز قائم ہو سکتے ہیں

اسوقت میں کوئی چندہ کی تحریک نہیں کر رہا۔ میں یہ اعلان صرف اس لئے کر رہا ہوں تا کہ جماعت آمادہ رہے کہ آئندہ ہمارے پروگرام میں سات ایسے مقامات ہیں۔ جہاں پر ہمارا مرکز ہونا نہایت ضروری ہے۔ پس

جماعت کو تیار کرنے کیلئے

میں یہ اعلان کر رہا ہوں۔ تا کہ وقت پر اس کام کیلئے احباب پورا پورا حصہ لے سکیں۔ میں نے

وقف جائیداد کی تحریک

کی تھی۔ اور اس وقت تک اندازہ ہے۔ کہ ایک کروڑ یا اس سے زیادہ کی جائیدادیں وقف ہو چکی ہیں۔ پس اگر اس تحریک میں کچھ کمی رہ جائیگی تو وقف کی تحریک سے پوری ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر تین چار لاکھ روپیہ چندہ جمع ہو جائے۔ تو باقی تین لاکھ رہ جاتا ہے۔ جو اگر وقف جائداد سے پورا کر لیا جائے۔ تو واقفین کو صرف تین فیصدی اپنی جائیداد کا دینا پڑیگا۔ جو کچھ زیادہ نہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے اعلان کیا ہوا ہے۔ وقف جائیداد والی سکیم تو آخری سہارا ہے جس طرح فوج اپنے لئے ایک آخری خندق بناتی ہے۔ کہ اگر فلاں جگہ سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور فلاں جگہ سے بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ تو اس آخری خندق کو استعمال کریں گے۔ اسی طرح وقف جائیداد میں سے اس کمی کو پورا کرنا بھی آخری خندق ہے۔ جو اسی وقت استعمال ہو سکتی ہے۔ جب کوئی اور صورت نہ ہو۔ اس لئے پہلی کوشش یہی ہو گی کہ

طوعی تحریک کے ذریعہ

سے اس رقم کو پورا کیا جائے۔

میں سمجھتا ہوں۔ جس قسم کی بیداری ہماری جماعت کے قلوب میں پیدا ہو رہی ہے۔ اس کے سامنے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء کہ تیری مدد ایسی جماعت کرے گی جس پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے اندر جو

مالی قربانی کا مادہ

پیدا ہو رہا ہے۔ یہ اس الٰہی وحی کا نتیجہ ہے۔ جو آسمان سے خدا تعالیٰ ان کے دلوں پر نازل کرتا ہے۔ کوئی تحریک ہو۔ وہ خدا کے فضل سے بہت کامیاب ہو جاتی ہے خصوصاً ان دو تین سالوں میں جماعت نے اس

نصرت الٰہی کا بہت اچھا نمونہ

دکھایا ہے۔ اس سال تین لاکھ سے اوپر تحریک جدید کا چندہ ہوا۔ اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب کالج کا چندہ ہوا ہے۔ اور دوسرے طوعی چندے ملا کر چھ سات لاکھ کے قریب بن جاتا ہے جن میں سے چار پانچ لاکھ وصول ہو چکا ہے۔ یہ ایسی قربانی ہے۔ کہ دو تین سال میں بھی جماعت نے اتنی قربانی نہیں کی جتنی کہ اس سال کی ہے

پس اس کام کے لئے پہلے طوعی تحریک کے ذریعہ چندہ کیا جائیگا۔ اور اگر یہ رقم پوری نہ ہوئی۔ تو پھر وقف جائیداد والی چیز تو بہر حال ہمارے پاس موجود ہی ہے۔

لیکن میرا منشا یہ نہیں کہ ابھی سے اس سکیم کو شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر یک دم شروع کر دیا جائے۔ تو ہمارے پاس اتنے مبلغ کہاں سے آئیں گے۔ ابھی تو ان کے تیار ہونے میں بھی تین چار سال لگ جائیں گے۔ سردست

دہلی۔ کلکتہ اور بمبئی

تین جگہیں ہیں۔ جہاں پر کام شروع ہو گیا ہے۔ کلکتہ میں جماعت نے چالیس پچاس ہزار کے قریب رقم جمع کر لی ہے دہلی میں بھی زمین خریدی جا رہی ہے بمبئی میں زمین کا انتظام ہو رہا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ سردست وہاں کی جماعت کو زمین کی قیمت قرض کے طور پر دیدی جائے پھر کچھ حصہ اس علاقہ کے احمدیوں سے وصول کیا جائے۔ اور باقی رقم تمام دوسری جماعتوں سے چندہ کر کے لی جائے سب سے مقدم زمین کا خریدنا ہے۔ زمین ہو۔ تو اگر ہم چھپر ڈال کر ہی کام شروع کر دیں۔ یا خیمہ لگا کر ہی وہاں مبلغ بیٹھ جائے۔ اور بورڈ لگا دے تب بھی ایک شہرت ہو جائیگی۔ جو اشاعت اسلام اور تبلیغ کا موجب ہو گی۔ اور اس طرح

ایک طاقت اور قوت

پیدا ہو گی۔ بہر حال اس قسم کے مراکز کی اشد ضرورت ہے۔ تا کہ کثرت سے اشاعت اسلام ہو سکے اور لوگوں پر دھاک بیٹھ جائے۔ اور یہ رو پیدا ہو جائے۔ کہ ہندوستان میں اگر طاقتور اور فعال جماعت ہے تو صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ اگر ہم یہ رو پیدا کر دیں۔ تو پھر جب ہمارا مبلغ امریکہ میں یا کینیڈا میں جائیگا۔ اور وہاں کے لوگ کہیں گے۔ کہ آپ کو ہم نہیں جانتے۔ تو جو امریکن یا کینیڈین یہاں ہندوستان میں ہمارے

کام کو دیکھ چکے ہوں گے۔ وہ آگے بڑھیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ ہم جانتے ہیں ہندوستان میں اگر

کام کرنے والی اور زندہ جماعت

ہے تو یہی ہے۔ پس اس وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت کثرت سے غیر ممالک کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ چاہیئے کہ بمبئی کلکتہ اور دہلی میں کم از کم زمین فوراً خرید لی جائے۔ اور پھر وہاں پر قناتیں لگا کر یا چھپر ڈال کر اور بورڈ لگا کر اور مختلف زبانوں کا لٹریچر لے کر ہمارے مبلغ بیٹھ جائیں تاکہ ان مقامات پر احمدیت کے مرکز قائم ہو جائیں۔

میں اس خطبہ کے ذریعہ جماعت کو اس بات کے لئے تیار کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی سے ہندوستان کی جماعتی تبلیغ کے مراکز کی طرف وہ اپنی توجہ پھیر لے۔ اور ابھی سے ایسی مضبوط بنیاد تیار کر لی جائے۔ کہ جب ہمارے مبلغ تیار ہو جائیں۔ تو ہندوستان کے تمام علاقوں پر

یک لخت تبلیغی دھاوا

بولا جا سکے۔ اور جو دلوں کا لوہا عذاب الٰہی کی آگ سے نرم ہو رہا ہے۔ اس کو پیشتر اس کے کہ وہ ٹھنڈا ہو کوٹ لیا جائے۔ کیونکہ جب تک لوہا گرم ہو اس کو کوٹنا آسان ہوتا ہے۔ مگر جب وہ ٹھنڈا ہو جائے۔ تو پھر اس کو کوٹنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

پہلے دور میں حصہ لینے والوں کے لئے قواعد کا اعلان

انشاء اللہ نومبر میں ہوگا

تحریک جدید کے جہاد کبیر میں جو لوگ کسی نہ کسی وجہ سے اب تک شامل نہیں ہو سکے۔ اور ان کی خواہش ہے۔ کہ وہ اب تحریک جدید کے پہلے دس سالہ دور میں شامل ہو کر اپنا دس سالہ چندہ یکمشت ادا کر دیں۔ دس سالہ چندہ کی منظوری کے لئے درخواست پیش کی۔ چنانچہ ایک صاحب جو گزشتہ سالوں میں طالب علم تھے۔ اور طالب علمی کے زمانہ میں ملازم ہونے پر شمولیت کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنا دس سالہ وعدہ منظوری کے لئے پیش کیا۔ تو اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رقم فرمایا:۔ "خطبہ میں اعلان ہو چکا ہے۔ آپ نئے دور میں شامل ہو سکتے ہیں پرانے میں نہیں"۔

ایک خاتون نے جس کی کوئی آمد نہ تھی۔ اور اس کی ابھی شادی ہوئی تھی۔ اس کے والدین اور بھائیوں نے روپیہ دیا۔ تو اس نے حضور میں درخواست کی۔ کہ میرا دس سالہ وعدہ قبول فرمایا جائے۔ اس پر حضور نے رقم فرمایا۔ کہ "قاعدہ کے خلاف ہے"۔

پس اب وہ لوگ جو تحریک جدید کے پہلے دور میں کسی نہ کسی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے۔ وہ اب پہلے دور کے دس سالہ جہاد میں شامل نہیں ہو سکتے۔ انہیں انیس سالہ نئی سکیم میں شامل ہونا چاہیئے۔

تحریک جدید کے وہ مجاہد جو دس سالہ چندہ ادا کر چکے وہ انیس سالہ سکیم میں شامل ہونے کے لئے وعدہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک دوست جو سمندر پار رہیں۔ اور سال دہم میں اپنا چندہ ۲½ گنا ادا کر چکے ہیں۔ وہ انیس سالہ میں اپنا وعدہ پیش حضور کرتے ہیں۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "نئی تحریک جدید کی تحریک صرف ان لوگوں کے لئے ہے۔ جنہوں نے پہلے دور میں حصہ نہیں لیا۔ اس لئے آپ اس کی فکر نہ کریں۔ پہلے دور میں حصہ لینے والوں کے لئے قواعد کا اعلان نومبر میں انشاء اللہ ہوگا"۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

انقرہ ۲ر اگست۔ آج صبح ترکی کے وزیر اعظم نے نیشنل اسمبلی میں اعلان کیا ہے کہ ترکی نے جرمنی سے سیاسی اور اقتصادی تعلق توڑ لیا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ لڑائی میں شامل ہو رہا ہے۔ اس کا شامل ہونا یا نہ ہونا جرمنی کے رویہ پر منحصر ہے۔

لنڈن ۲ر اگست۔ نارمنڈی میں اتحادی پچاس میل چوڑے مورچہ پر آگے بڑھ رہے ہیں۔ کومو سے جنوب کی طرف چودہ میل بڑھ چکے ہیں۔ جنرل بریڈلے کی امریکن فوج برٹینی کی سرحد تک پہنچ گئی ہے اس نے ایک ہفتہ میں اٹھارہ ہزار جرمن قید کئے۔ اور ۲½ ہزار ہلاک۔

دہلی ۲ر اگست۔ سر شفاعت احمد خان ہائی کمشنر جنوبی افریقہ کے عہدہ سے ستمبر میں سبکدوش ہو کر کینیڈا کے ہائی کمشنر مقرر کئے جائیں گے۔

دہلی ۲ر اگست۔ سر آرڈیشر دلال وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

دہلی ۲ر اگست۔ برما و آسام کی سرحد پر لڑائی میں تین ماہ کے عرصہ میں پانچ ڈویژن جاپانی فوج یعنی اس محاذ کی کل جاپانی فوج کا نصف تباہ یا ناکارہ کر دی گئی ہے۔

واشنگٹن ۲ر اگست۔ ایک امریکن اعلان مظہر ہے۔ کہ جزیرہ ٹینان میں جاپانی مزاحمت ختم ہو گئی ہے۔ ان کے نکل جانے کا رستہ بھی روک لیا گیا ہے۔

ہیلسنکی ۲ر اگست۔ فن لینڈ کے صدر نے استعفےٰ دیدیا۔ اور ساتھ ہی کیبنٹ بھی ٹوٹ گئی۔ مارشل میز ہیم کو نیا پریذیڈنٹ نامزد کیا گیا ہے۔

لنڈن ۲ر اگست۔ سوویٹ گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس نے پولش کمیٹی آف نیشنل لبریشن کے ساتھ نمائندوں کا تبادلہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۲ر اگست۔ استھونیا اور لٹیویا میں جرمن قوت کو بالکل توڑ دیا گیا ہے۔ لیتھونیا کا اہم ترین شہر کانو بھی روسیوں نے لے لیا ہے۔ اس شہر کی گلیوں میں کئی روز تک سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں آٹھ ہزار جرمن مارے گئے۔ اور ایک ہزار قید ہوئے۔ مشرقی پرشیا کا سرحدی علاقہ روسی توپوں کی زد میں ہے۔ اور اس پر سخت گولہ باری ہو رہی ہے۔

لنڈن ۲ر اگست۔ روسی محاذ پر ۲۷ ویں جرمن انفنٹری کے جرنیل نے اپنے سٹاف سمیت روسیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

لنڈن ۲ر اگست۔ رومانیہ اتحادیوں کے ساتھ علیحدہ طور پر صلح کی گفت و شنید کر رہا تھا جواب ٹوٹ گئی ہے۔ روس نے رومانیہ سے تاوان جنگ مانگا۔ جسے ادا کرنا اسے منظور نہ تھا۔